Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۱۳ رجب ۱۴۱۰ھ ۱۰ تبلیغ ۱۳۶۹ہش ۱۰ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۴

بچپن سے سچ کی عادت ڈالیں

"جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے، بڑے ہوکر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔ الفضل ۱۱ر دسمبر ۱۹۸۹ء صـ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان ایک کارِ خیر کے لئے جب نیّت کرتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ پھر اس میں کسی قسم کا فرق نہ لادے۔ اگر کوئی دوسرا جو اس میں حصّہ لینے والا تھا یا نہ تھا، مزاحم ہو اور بد دیانتی کرے تو بھی اوّل الذکر کو چاہیئے کہ وہ کسی قسم کا تغیّر اپنے ارادہ میں نہ کرے۔ اس کو اس کی نیّت کا اجر ملے گا۔ اور دوسرا اپنی شرارت کی سزا پاوے گا۔

دنیا میں لوگوں کو ایک یہ بھی بڑی غلطی لگی ہے کہ دوسرے سے مقابلہ کے وقت یا اس کی نیت میں فرق آتا دیکھ کر اپنی نیّت کو جو خیر پر مبنی ہوتی ہے، بدل دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے بجائے ثواب کے عذاب حاصل ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے نقصان روا نہیں رکھتا وہ عند اللہ کسی اجر کا بھی مستحق نہیں۔ خدا کے لئے تو جان تک دریغ نہ کرنی چاہیئے۔ پھر زمین وغیرہ کیا شئے ہے۔ جس قدر کوئی دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہوگا۔ اتنا ہی اسے ثواب ملے گا اگر کوئی شخص یہ اصول اختیار نہیں کرتا تو اس نے ابھی تک ہمارے سلسلہ کا مطلب اور مقصود ہی نہیں جانا"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۱۱۸)

"خُلق سے ہماری مراد شیریں کلامی ہی نہیں۔ بلکہ خَلق اور خُلق دو الفاظ ہیں۔ آنکھ، کان، ناک وغیرہ جس قدر اعضاء ظاہری ہیں جن سے انسان کو حسین وغیرہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب خَلق کہلاتے ہیں اور اس کے مقابل پر باطنی قویٰ کا نام خُلق ہے۔ مثلاً عقل، فہم، شجاعت، عفت، صبر وغیرہ اس قسم کے جس قدر قویٰ سرشت میں ہوتے ہیں وہ سب اسی میں داخل ہیں اور خُلق کو خَلق پر اس لئے ترجیح ہے کہ خَلق یعنی ظاہری جسمانی اعضاء میں اگر کسی قسم کا نقص ہو تو وہ ناقابلِ علاج ہوتا ہے۔ مثلاً ہاتھ اگر چھوٹا پیدا ہوا ہے تو اس کو بڑا نہیں کر سکتا، لیکن خُلق میں اگر کوئی کمی بیشی ہو تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۱۲۸)

○ مکرم سعید احمد صاحب اعجاز بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ قارئین الفضل کی خدمت میں ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں فائنل ائیر (الیکٹریکل) کے امتحانات ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے تمام احمدی طلباء کے نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے

○ مکرم چوہدری رحمت علی صاحب سدھو سابق صدر چک ۶۵/P جماعت احمدیہ رحیم یار خاں مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء کو بعمر ۹۰ سال بہاولپور شہر میں وفات پا گئے۔ آپ چوہدری غلام احمد صاحب سابق امیر ضلع بہاولپور کے والد تھے۔ آپ کی اولاد میں سے اس وقت دو بیٹے مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب ... بہاولپور اور مکرم کیپٹن ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نائب امیر ضلع بہاولپور اور دو بیٹیاں بطور یادگار ہیں۔ جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۰ء کو بیت المبارک میں نماز جنازہ ہوئی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ تدفین ہوئی۔
احباب جماعت سے موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مالی قربانی کی قابلِ رشک مثال

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"لندن میں ایک دوست میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں دو چیک تھے۔ ایک پینتالیس ہزار پونڈ کا اور دوسرا چالیس ہزار پونڈ کا۔ میں نے پوچھا یہ کیسے چیک ہیں تو انہوں نے کہا اس چیک کے ساتھ ایک کہانی وابستہ ہے پہلے وہ سن لیں پھر آپ کو بات سمجھ آ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ نے صد سالہ جوبلی کے لئے تحریک کی اور اس میں اس قسم کے الفاظ تھے کہ تاجر بھی حوصلہ کریں۔ خدا کی راہ میں قربانی کے لئے ہمت دکھائیں دیکھیں تو سہی خدا تعالیٰ کس طرح مدد کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کا میرے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ باوجود اس کے کہ میرے پاس پیسہ نہیں تھا میری تجارت چھوٹی تھی میں نے بنک سے ایک لاکھ روپے قرض لیا اور چندہ ادا کر دیا۔ اس واقعہ کو چار سال گزر گئے۔ کہنے لگے چندہ عام کچھ تو میں جماعت میں باقاعدہ ادا کرتا تھا لیکن اب سال کے آخر پر جو میں نے حساب کیا ہے ۴۵ ہزار پونڈ چندہ عام میرے ذمہ بن رہا ہے جو میں اب ادا کر رہا ہوں۔ اب دیکھیں ایک شخص جو چار سال پہلے ایک لاکھ چندہ ادا کرنے کے لئے قرض لے رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ میں نے تیر مار دیا اب وہ یک مشت سولہ لاکھ روپے کے لگ بھگ بقایا چندہ ادا کر رہا ہے اس میں سارا چندہ شامل نہیں ہے۔ دوسرے اس نے کہا کہ شکرانے کے طور پر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس تحریک میں حصّہ لینے کی وجہ سے خدا نے اتنی برکت ڈالی ہے۔ اس کا میں چندہ بڑھا دوں۔ چنانچہ اس نے کہا میں نے پچاس ہزار پونڈ صد سالہ جوبلی میں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ دس ہزار پونڈ میں ادا کر چکا ہوں بقیہ چالیس ہزار پونڈ کا یہ چیک بھی میں آپ کے لئے لے کر آیا ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جون ۱۹۸۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۹ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش

۹ فروری ۱۹۹۰ء

احمدیہ جماعت کا چندے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت نے اس زمانے میں مالی قربانی کا جو معیار پیش کیا ہے وہ انسانی تاریخ کے کسی دور میں بھی کسی قوم یا کسی جماعت کی قربانی سے کم نہیں ہے۔ مردوں نے اور عورتوں نے ۔ بچوں نے اور بوڑھوں نے ۔ نوجوانوں نے اور جوانوں نے ، جماعت کی ہر ضرورت کے لئے دل کھول کر چندہ دیا ہے ۔ اور یہ کوئی ایک یا دو دفعہ کی بات نہیں بلکہ گذشتہ سو سال سے مسلسل اور مستقل بنیادوں پر یہ قربانی جاری ہے ۔ اور جب کبھی ہنگامی طور پر امام وقت نے آواز دی ہے تو احمدیہ جماعت کے افراد نے دل کھول کر لبیک کہا ہے ۔ اور ثواب سے اپنی جھولیاں بھری ہیں ۔

تحریک جدید کے آغاز پر جتنی رقم کا مطالبہ کیا گیا تھا اس سے کئی گنا بڑھ کر پیش کرنے کی سعادت جماعت کے ہر طبقہ کو ملی ۔ اور اس کے بعد ہر سال اضافہ کے ساتھ یہ چندہ ادا کیا جاتا رہا اور کیا جا رہا ہے ، اور خدا نے چاہا تو ہمیشہ کیا جاتا رہے گا ۔ یورپ میں کئی بیوت الحمد بنانے کی سعادت احمدی خواتین کو حاصل ہوئی ۔ اور ان کے علاوہ احمدی خواتین جس رنگ میں اپنی تنظیم ۔ لجنہ اماء اللہ ۔ چلا رہی ہیں اس پر جتنی رقم خرچ ہوتی ہے ۔ وہ سب انہیں کے چندوں پر مشتمل ہوتی ہے ۔ مشن کھولنے پر ۔ بیوت الحمد بنانے پر لٹریچر کی طباعت اور تقسیم پر اور ایسے ہی دیگر متعدد کاموں پر بے شمار روپیہ خرچ ہو رہا ہے ، اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے جماعت کو ہمت اور توفیق دیتا چلا جا رہا ہے ۔ قرآن مجید کے تراجم میں کئی ایسے ترجمے ہیں جن کا سارے کا سارا خرچ فرد واحد نے برداشت کیا ہے ۔ اور ایک ہی شخص نے کئی بیوت الحمد اور مشن ہاؤس بنا کر جماعت کو دینے کی سعی میں اولیت حاصل کی ہے ،

الغرض اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے احمدیہ جماعت کو مالی قربانی کی جو توفیق دی ہے وہ بے مثال ہے ۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے ۔ یہ زمانہ کہ جب روپیہ حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے ۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کر لے ۔ اور بہت سے لوگ ناجائز طریق پر دولت اکٹھی کرنے پر بھی تلے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کھڑی کر دی ہے جو ہر لحظہ اپنے روپے کو خدا کی خاطر خرچ پر آمادہ ہے اور جو کچھ وہ خدا کی راہ میں دیتی ہے اس کو دراصل اپنا اندوختہ سمجھتی ہے ، اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس جماعت کو دنیا کے دھارے کے بالکل الٹ چلا کر اسے اپنے قرب سے نواز دیا ہے ۔ ہمارا ہر پیسہ جو خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے ، ہمیں یقیناً اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے ۔ یہ ہماری کتنی بڑی خوش قسمتی ہے ۔

مجھ سے لے ، اور لے ، اور لے

جو تجھے دے سکوں وہ ہے اندوختہ

میرا یہ شوق بھی تو تری دین ہے

میں نے جو کچھ دیا وہ تو تیرا ہی تھا

ابوالاقبال

مجھ کو دیکھو نہ مرا حالِ پریشاں دیکھو
شوقِ منزل میں مری راہ کا ساماں دیکھو

میں نے دامن میں سمیٹے ہیں گہر آنکھوں کے
میری آنکھوں کو اسی بات پہ خنداں دیکھو

کل جو تھا آج نہیں آج نہ ہوگا کل تک
دیکھنا ہو تو بدلتے ہوئے انساں دیکھو

کب انہیں ڈولتی مسند کا یقیں آئے گا
ایسے بیٹھے ہیں کہ ہوں جیسے سلیماں دیکھو

اُن کے ہاتھوں میں ہیں پتھر تو مجھے خوف ہو کیوں
پھول ہیں زخم ، مرے سر کا گلستاں دیکھو

میں نے بھی آبلہ پائی میں شراکت کی ہے
میری خاطر بھی کہیں خارِ مغیلاں دیکھو

برق کوندے گی تو سب لوگ دہل جائیں گے
سر چھپانے کے لئے کوئی بیاباں دیکھو

بیٹھ جانے پہ بھی واماندہ نہ سمجھو مجھ کو
حوصلہ دیکھو مرا شوقِ فراواں دیکھو

ہاتھ میں ہاتھ لئے آؤ چلیں ، چلتے رہیں
اور نسیم اپنی طرف ، ان کو خراماں دیکھو

نسیم سیفی

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دار النصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

امریکہ اور اسلامی دنیا

رچرڈ بولیٹ (BULLIET) کولمبیا یونیورسٹی (نیویارک) میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ اور" روزنامہ مشرق وسطیٰ" کے سربراہ۔ یہ ادارہ نہایت سرعت کے ساتھ اس علاقے کے متعلق واقفیت اور آگاہی کا ایک معروف مرکز بنتا جا رہا ہے حال ہی میں وہ پاکستان تشریف لائے۔ اور انہوں نے اپنی آمد کا جو مقصد بیان کیا وہ یہ تھا کہ میں پاکستان دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی سابق طالب علم بے نظیر بھٹو سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے گذشتہ ایام میں ایک ناول تصنیف کیا تھا جس کا موضوع یہ تھا کہ پاکستانی فوج خلیج فارس پر کس طرح قبضہ کر سکتی ہے۔ چونکہ یہ ناول مارشل لاء کے ایام میں تصنیف کیا گیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ پاکستان میں کسی طرح بھی اس کی پذیرائی نہیں ہو سکتی تھی۔

جہاں تک پروفیسر بولیٹ کا تعلق ہے وہ گزشتہ دسمبر میں پینٹاگون کے اہتمام سے جو کانفرنس ہوئی تھی اور جس کا موضوع گفتگو یہ تھا کہ مستقبل میں امریکہ کو سیاسی اور فوجی طور پر مسلمان دنیا کے ساتھ کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ اس کے چنیدہ گروپ کے ایک فرد پروفیسر بولیٹ بھی تھے۔ پروفیسر موصوف کے خیال میں امریکہ کے دانشوروں کا خیال ہے کہ اسلام امریکہ اور مغربی تہذیب کے لئے ایک خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح آج سے پہلے کمیونزم کے متعلق یہ سوچا جاتا تھا کہ وہ امریکہ اور مغربی تہذیب کے لئے ایک خطرہ ہے۔ جو لوگ اس خیال کا اظہار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ امریکہ کے مفاد میں ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی سیاست کی مخالفت کرے۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ بات ایسے وقت سوچی جا رہی ہے جبکہ سرد جنگ اپنی موت مرتی نظر آ رہی ہے۔ اور امریکہ کی حکومت اپنے فوجی بجٹ کو کم کر رہی ہے۔

اس کے خلاف دوسرا خیال جس کی پروفیسر موصوف حمایت کرتے ہیں یہ ہے کہ اسلام کے متعلق مثبت طور پر سوچنا چاہیئے اور امریکہ کو اسلامی سیاست کی مدد کرنی چاہیئے اور حالات اور واقعات کے ساتھ چلنے کی کوشش میں مصروف رہنا چاہیئے۔ پینٹاگون کانفرنس میں تو پروفیسر بولیٹ نے یہ بھی کہا کہ ان کی حکومت کو چاہیئے کہ اسلامک ری پبلک آف ایجپٹ (مصر) کا تصور ابھی سے ذہن میں رکھ کر اس کے ساتھ معاملات طے کرنے کی کوشش کرے۔ اگرچہ اس وقت تو یہ بات نہایت خوفناک معلوم ہوتی ہے لیکن یہ ایسی ہی بات ہے جیسی کہ ایران کی اسلامک ری پبلک۔ وہ بھی صرف دس سال میں ظہور پذیر ہو گئی تھی۔ پروفیسر بولیٹ اور ان کے ہم خیال دوست جو اقلیت میں ہیں سمجھتے ہیں کہ اگر امریکہ اسلام کے متعلق ایک مثبت پالیسی اختیار کرے تو آئندہ عشرے میں وہ خاصے فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ تاریخی سیاست کے دھارے کے ساتھ ساتھ چل رہے ہوں گے۔ اور یہی وہ دھارا ہے جو اسلامی دنیا میں ایک طرف سے دوسری طرف بہہ رہا ہے۔ اور یہ وہی بات ہے جو مصر لبنان الجیریا تیونس اور سوڈان میں نظر آتی ہے دوسری بات جو امریکہ کے مفاد میں ہوگی وہ امریکہ کے فوجی بوجھ کو کم کرنے والی ہے اگر امریکہ اس کے خلاف پالیسی پر عمل کرے تو اسے مسلمان دنیا سے جھگڑا مول لینا پڑے گا۔ اور اپنی فوجی طاقت کو خاصی حد تک بڑھانا پڑے گا۔ اس کی معاشی اور سیاسی زندگی میں زیادہ بوجھ پڑنے کا امکان ہے۔

پروفیسر بولیٹ کے خیال میں ۱۹۹۱ء تک ایران اور امریکہ کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں پاکستان ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ واشنگٹن اور تہران کے درمیان پل بنانے کے لئے پاکستان کے پاس کئی ذرائع موجود ہیں اسی طرح امریکہ اور پی۔ ایل۔ او تنظیم آزادی فلسطین کے درمیان بھی ایک پل بنایا جا سکتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ بے نظیر بھٹو کے متعلق امریکہ کے رویے میں خاصی اہم تبدیلی آچکی ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ اگر بے نظیر بھٹو اقتدار میں آگئیں تو امریکہ کو اسے اقتدار سے الگ کرنے میں زیادہ سے زیادہ چھ مہینے لگیں گے۔ کیونکہ بے نظیر کا اقتدار میں آنا امریکہ کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر بولیٹ کا خیال ہے کہ یہ خیال بوسیدہ ہو گیا ہے۔ اور اب بالکل بدل گیا ہے۔ اور اس خیال کے بدلنے میں سب سے زیادہ بے نظیر بھٹو کا ہاتھ ہے۔

لبنان

لبنان میں اب ایک اور مشکل کا سامنا ہے اور اس مشکل کا نشانہ وہاں کے اخبارات ہیں۔ چند روز ہوئے جنرل مشعل عون نے ایک اخبار "الدیار" کی اشاعت ایک ہفتے کے لئے بند کر دی تھی۔ وجہ اس بندش کی یہ تھی کہ اس اخبار نے الیاس ہراوی کو جنرل عون کے حکمنامے کے باوجود لبنان کا صدر لکھ دیا۔ لبنان کی صدارت کا دعوے دار جنرل عون بھی ہے۔ اب وہاں کا ایک اور اخبار بھی بند کر دیا گیا ہے۔ اس اخبار کا نام "البیراک" ہے۔ دو اخبارات جو مسلم علاقے میں چھپتے ہیں ان کی عیسائی علاقے میں جو مشعل عون کے زیر تسلط ہے، فروخت بند کر دی گئی ہے۔ جہاں تک البیراک کا تعلق ہے۔ اس اخبار نے پہلے تو یہ فیصلہ کیا کہ جنرل عون کی ہدایت پر عمل کیا جائے لیکن پھر اس کے پبلشر نے جن کا نام ملہم کرم ہے اپنا ارادہ بدل لیا اور انہوں نے کہا کہ پریس کی آزادی کو قائم رکھنے کے لئے وہ جنرل عون کے اس حکم کی تعمیل نہیں کریں گے۔ کہتے ہیں کہ گزشتہ جمعرات کے روز جنرل عون نے اخبارات پر سختی کا رویہ اپنا لیا۔ اور یہ انہوں نے ایک ایسی تقریر میں کہا جس میں ہجوم نے ان پر واہ واہ کے ڈونگرے برسائے۔ یہ ہجوم ہر روز عون کے صدارتی محل کے پاس جمع ہوتا ہے اور اس طرح عون کے لئے اپنی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ جنرل عون نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ رپورٹروں کے دو سنڈیکیٹ اور لبنان میں بعض اور اخبارات بھی بند کر دیں گے۔

آذر بائی جان

اصلاحی کام نہ دین میں آسان ہے نہ دنیا میں۔ دنیا میں بھی اگر کوئی شخص کسی قوم کی اصلاح کرنے کیلئے کھڑا ہو جائے تو اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اب مشرقی یورپ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ گورباچوف کی اصلاحی سکیموں کا ہی نتیجہ ہے۔ حتیٰ کہ باکو جو آذر بائیجان کا دار الخلافہ ہے وہاں پر تو اس کے خلاف جو نعرے لگائے گئے ان میں اسے قاتل بھی کہا گیا۔ دنیا جانتی ہے کہ اس کی پرسٹرائیکا سکیم نے روسیوں کے لئے ایسی اصلاحات کا پروگرام پیش کیا ہے جس سے وہ باقی ساری دنیا کا ویسا ہی ایک حصہ بن سکیں جیسے دیگر ممالک ہیں۔ دنیا بھر میں روس اور دوسروں کے تعلقات اچھے ہو سکیں جہاں پر انتہائی گھٹن تھی وہاں پر آزادی کی سانس لی جا سکے لیکن کچھ لوگوں نے انہی باتوں کی وجہ سے ان کی مخالفت کی ہے اور اس مخالفت کے علاوہ بعض ریاستوں نے آزادی حاصل کرنے کیلئے ایسی جدوجہد شروع کی ہوئی ہے جس سے وہ کمیونسٹ پارٹی سے اپنے آپ کو الگ کر کے زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ آذر بائیجان ان میں سے ایک ریاست ہے۔ کہتے ہیں یہاں پر فوج نے مظالم بھی بہت کئے ہیں۔ اور یہ فوج آئی بھی روس سے ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس آزادی کو جسے وہ غداری کا نام دیتے ہیں۔ ختم کر دیا جائے۔ مقامی باشندوں نے سٹرائک کے ذریعے ساری زندگی کے کاروبار کو تلپٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ لوگ سیاہ جھنڈے اٹھائے پھرتے ہیں اور روس سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ ایک ایڈیٹر نے کہا ہے کہ ۸ لاکھ آدمی کام چھوڑ کر سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور بہت سے لوگوں نے سڑکوں پر مزاحمت کرتے ہوئے جانیں دے دی ہیں۔ دیکھئے اس ریاست کا کیا بنتا ہے۔

فروری میں مطالعہ کیلئے کتاب

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے فروری میں "سمندر کے عجائبات" کتاب اطفال کے مطالعہ کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ تمام ناظمین اطفال سے گذارش ہے کہ اطفال سے اس کتاب کا مطالعہ کروا کر دفتر اطفال ربوہ میں رپورٹ کریں۔

سیکرٹری تعلیم

(اطفال الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطائفی ادب

لطائفی ادب کے مسئلے پر کئی زاویوں سے نظر ڈالی جاسکتی ہے اس صنف کا آغاز خود ایک دلچسپ موضوع ہے۔ لطائف کی ماہیت پر نظر رکھتے ہوئے یہ گمان ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی عنوان سے اس کا تعلق قصص کی روایات سے ہے۔ اسلامی مذہبی ادب میں انبیاء کے قصص کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ لیکن یہ بھی ایک امر مسلمہ ہے کہ روایاتی قصص الانبیاء میں معتدبہ حصہ اس قبیل سے ہے جسے اسرائیلیات گردانا جاتا ہے، اور جسے اب لائق اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ مولانا حفظ الرحمن سوہاروی نے اپنی کتاب قصص القرآن میں بار بار اس امر پر تاسف کیا ہے کہ بعض مفسرین نے اسرائیلی خرافات اور اسرائیلی ہفوات کو قرآنی قصص کی تفصیل میں شامل کر لیا ہے۔ بہر حال صوفیانہ لطائف اور روایتی قصص قصص الانبیاءؑ کے روابط کا مسئلہ تحقیق طلب ہے، اور یہ مختصر مضمون اسی پہلو کا اجمالی احاطہ بھی کرنے سے قاصر ہے۔

لطائفی ادب مختلف العنوان عناصر کا مجموعہ ہے۔ اس میں روحانیت اور حکمت کے ہیرے جواہر بھی ملیں گے اور جلالی لطائف کے تیز دھاری پتھر بھی۔ انفاق، ایثار اور انسانی ہمدردی کے اعلیٰ ترین نمونے بھی اور نفس کشی اور کنبہ گریزی کے قصے بھی۔ لطف یہ ہے کہ صوفیوں کی ہمدردی صرف مسلمانوں اور صرف انسانوں تک محدود نہیں تھی۔ ان میں جانوروں سے ہمدردی کے ایسے حیرت انگیز قصے ملتے ہیں جن میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ بیمار جانوروں کی دیکھ بھال تمام عبادات اور زہد و ورع سے بلند تر مقام رکھتی ہے۔ جہاں تک لطائف میں رشد و ہدایات کے اسباق کا تعلق ہے۔ تو صوفیانہ تعلیمات کا شاید ہی کوئی پہلو ہو جو لطائف میں کسی نہ کسی شکل میں پیش نہ کیا گیا ہو، لطائف میں چند عناصر ایسے بھی ہیں جن کا تواتر بھی زیادہ ہے۔ اور انہیں علمی مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں مزید حزم و احتیاط بھی ضروری ہے ان میں پہلے تو کرامات اور خصوصاً تقابلی کرامات کے لطائف ہیں تقابلی کرامات سے مراد یہ ہے اگر وہ شیخ یہ کچھ کر سکتا ہے تو یہ شیخ اس سے زیادہ کر سکتا ہے۔ اگر اس کا چہرہ دیکھ کر جنت جانا یقینی ہو جاتا ہے تو اس کی بستی سے گزرنا ہی اس مقصد کے لئے کافی ہے۔ تقابلی کرامات کے ساتھ تعلی کی چاشنی آنا لازمی تھی۔ دوسرا عنصر شطحیات کا شطحیات وہ اقوال یا باتیں ہیں جو صوفی حضرات سکر یا جذب کی حالت میں کہہ گزرے ہیں۔ شطحیات گوئی میں بلند پایہ شیوخ بھی ہیں اور ان سے کم درجہ کے بزرگ بھی شامل ہیں۔ شطحیات میں صوفیوں نے کیا کچھ نہیں کہا ان شطحیات کی توضیح بھی کی گئی، اور ان توضیحات نے ایک نئی صنف کی شکل اختیار کر لی۔ لیکن ایسے اقوال بھی ہیں جن پہ توضیح کی چادر چھوٹی پڑ جاتی ہے۔ غرض یہ کہ تقابلی کرامات نقلی شطحیات اور لطائف المجاز یعنی عشق و محبت کے واقعات (جو بسا اوقات توضیحی مثال کی طرح استعمال کئے گئے ہیں) نے لطائفی ادب کو مجموعی طور پر ایک ایسی صنف کا مواد بنا دیا ہے جس کو علمی سطح پر استعمال کرنے میں بڑی شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔

لطائفی ادب کی مقبولیت

لطائفی ادب میں بڑی دلآویزی ہوتی ہے، اور اسے غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا سبب بیان کرنا کچھ مشکل نہیں، دلیل چاہے فقہی ہو یا اصول تصوف کی ہو اس کا سمجھنا عام آدمی کے لئے محال ہے، اور پڑھے لکھے لوگوں کی اکثریت کیلئے بھی کوئی آسان کام نہیں۔ لیکن اسی بات کو لطیفے میں لپیٹ کر بیان کر دیجئے تو اس کو ہر شخص دلچسپی سے سنے گا۔ عام لوگ اس کے سیدھے سادھے معنی سمجھ جائیں گے، اور خاص لوگ لطیفے کی معنویت پر غور کریں گے۔ صوفیاء کا واسطہ چونکہ ہر طبقے کے لوگوں سے ہوتا تھا اور بعض صوفیانہ سلسلے عوام سے قریبی رابطے رکھتے تھے۔ اسلئے انہوں نے لطائف کو اپنی تعلیم اور تبلیغ کے ذریعے کے طور پر اختیار کیا۔ اور ابلاغ کے وسیلے کی حیثیت سے اس کی تاثیر کو درجہ کمال تک پہنچایا۔ بعض اکابر صوفیائے نے لطیفہ بیان کرنے کا بڑا دل نشین پیرایہ وضع کیا۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے لطائف جو ان کی ملفوظات فوائد الفواد میں دئے گئے ہیں۔ ان میں بڑی دل آویزی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ان کی شخصیت کے جمال کے آئینہ دار ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ اس عہد کے صوفیانہ ادب میں لطائفی عنصر کا فروغ ایک طرف مذہبی اور روحانی تقاضوں کی پیداوار تھا اور دوسری طرف لطائف میں تصوف کے ابلاغ کی ضرورت کو بھی باحسن وجوہ پورا کیا۔

لطائف کی پرکھ

اب مسئلہ یہ ہے کہ جب لطائف کا عنصر صوفیانہ ادب میں اتنا اہم ہے تو اسے کس طرح پرکھا جائے۔ کیا تمام لطائف کو جو قابل اعتبار یا قریب الاعتبار ملفوظات میں پائے جاتے ہیں، صحیح مان لیا جائے۔ کیا صحیح ماننے کے معنی یہ ہیں کہ ان لطائف کے مندرجات کو تاریخ میں گزرے ہوئے واقعہ کی طرح سمجھا جائے۔ یا اس امر کا امکان ہے کہ بعض یا بہت سے لطائف کسی خاص نکتہ کو اجاگر کرنے کے لئے وضع کئے گئے۔ مراد یہ ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ لطیفہ کی روایت صحیح ہے۔ یعنی جن بزرگ سے منسوب ہے انہوں نے کم و بیش انہی الفاظ میں بیان کیا تھا، جو ملفوظ یا تذکرہ میں دئے گئے ہیں، تو کیا یہ ضروری ہے کہ لطیفے میں بیان کردہ واقعات کو اصلاً صحیح سمجھا جائے، دراصل جس طرح تاریخی واقعات کے پرکھنے میں اعتبار اور بے اعتباری کی کئی سطحیں آتی ہیں۔ اسی طرح لطیفوں میں درجہ اعتبار متعین کرنا یا کم از کم متعین کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے یہ بات خاص طور سے توجہ اور تنقیح کے لائق ہے کہ کوئی لطیفہ پیریبل (PARABLE) یا مثالیہ کے کتنا قریب ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں "مفروضہ واقعات کا بیان کسی اخلاقی یا روحانی بات کو بطور مثال سمجھانے کے لئے" اس معنی کے لحاظ سے مثالیہ میں بیان کردہ واقعات مفروضہ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ چیمبرز ڈکشنری میں دئے ہوئے معنی کسی قدر مختلف ہیں۔ کہانی یا قصہ جس میں بیان کردہ باتوں میں سے ہو سکتا ہے کچھ واقع بھی ہوئی ہوں اور جو کسی عقیدے، نظریے کو بطور مثال سمجھانے کے لئے یا کسی ڈیوٹی یا فریضہ کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا جائے۔ اس دوسرے معنے میں یہ گنجائش ہے کہ پیرابل کا کچھ حصہ واقعتاً بھی صحیح ہو لیکن دونوں لغات میں زور مقصد پر ہے بیان کردہ قصے کی صحت پر نہیں۔ لطائف کی چند مثالوں سے زیر بحث نکتہ واضح ہو جائے گا۔ رسالہ قشیریہ میں یہ لطیفہ درج ہے کہ ایک شخص نے ایک لونڈی بطور تحفہ جبلہ ابن سہیم کے پاس بھیجی۔ اس وقت وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا کہ یہ تو بہت بری بات ہے کہ تمہاری موجودگی میں اسے اپنے لئے لے لوں، اور میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی خاص ایک شخص کو دوں جب کہ تم میں سے ہر ایک کا حق اور احترام ہے، مگر لونڈی تو تقسیم نہیں ہو سکتی۔ وہ سب ۸۰ آدمی تھے، لہٰذا انہوں نے ہر ایک کو ایک ایک لونڈی بخش دی۔

لطیفہ صوفیوں کے جود وسخا کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔ اگر اسے واقعہ مان لیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ صوفی موصوف کے پاس اتنی باندیاں ہونے کا کیا جواز تھا۔ اور اگر الفاظ کے معنی کو کھینچ تان کر یہ سمجھا جائے کہ صوفی نے ۸۰ کنیزیں خرید کر لانے کا حکم دیا تو یہ بات بجائے خود احسن نہیں اور سوال پیدا ہوگا کہ صوفی کے پاس اتنی مال و دولت کا کیا کام، لیکن اگر اس لطیفے کو مثالیہ، پیرابیل (PARABLE) مانا جائے، تو پھر اس میں جو مبالغے کا عنصر ہے وہ صحیح پیمانے پر آجاتا ہے اس لئے کہ مثالیہ میں مبالغہ کی گنجائش ہوتی ہے، پیرابیل میں یہ بھی گنجائش ہوتی ہے کہ کوئی انوکھی بات کہی جائے جو جاذب توجہ ہو مثلاً رسالہ قشیریہ میں ہی بیان ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے رشتہ کیا قبل اس کے کہ وہ اس کے گھر آئے اسے چیچک ہو گئی۔ اور ایک آنکھ جاتی رہی، مرد نے جب یہ سنا تو اس نے بھی یہ کہا میری آنکھ میں درد ہے پھر کہا کہ میں نابینا ہو گیا، پھر وہ عورت اس کے گھر آگئی اور بیس سال اسکے گھر رہی اور پھر مر گئی، تب اس شخص نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ میں نے دانستہ اپنے آپ کو اندھا بنا لیا تھا، تاکہ اس عورت کو میری طرف سے کوئی فکر نہ ہو۔ لوگوں نے کہا کہ تو تو جوان مردی پہ سب سے سبقت لے گیا۔ یہ لطیفہ بھی ایثار کے مثالیے کے طور پہ سمجھا جا سکتا ہے، اسے اصل واقعہ ماننے سے اشکال پیدا ہوگا، ایسے لطائف بے شمار ہیں جو بین طور پر مثالیہ ہیں۔ مثالیہ کی ایک اچھی مثال حسب ذیل ہے۔

سیر محمدی جو خواجہ گیسو دراز کے احوال و افعال و اقوال پر مشتمل ہے، اور خواجہ کی وفات کے صرف ۵ سال بعد مرتب ہوئی، اس میں درج ہے کہ وہ جامع مسجد دہلی کے سامنے سے گزر رہے تھے تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ قے کر رہا تھا اور اور اس کے منہ سے بگنی (شراب) اور گوشت کے تکے نکل کر باہر آ رہے تھے اور ایک خارش زدہ کتا اسے کھا رہا تھا اور جو لوگ وہاں سے گزر رہے تھے وہ اسی شخص پر لعن طعن کر رہے تھے، حضرت مخدوم کو اس شخص کی پیشانی پر نعمت کے آثار نظر آئے، وہ جب وہاں سے چلا تو آپ اس کے پیچھے ہو لئے، وہ شخص ایک حوض پر گیا اور اس نے وضو کیا، اور دیر تک مضمضہ غرارہ کرتا رہا، پھر اس نے دوگانہ ادا کیا، حضرت بندگی مخدوم نے اسے بڑی سخت قسم دے کر پوچھا کہ تم کون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو. اس نے ناچار ہو کر بتایا کہ میں بڑا دل میرا نام رکن الدین ہے. میں یہاں سے ہزار کوس دُور ایک جگہ پر تھا مجھے حکم ملا کہ جامع مسجد دلی کے دروازے پر ایک خارش زدہ کتا ہے جو کمزوری کے باعث چل پھر نہیں سکتا تم وہاں جاؤ گنجی اور گوشت خرید و اور کھاؤ اور پھر اس کتے کو کھلاؤ.

خواجہ گیسو دراز کا ہی بیان کیا ہوا ایک اور لطیفہ جوامع الکلم مخطوطات برٹش میوزیم میں دیا ہوا ہے. جس کی تفصیلات بڑی دلچسپ ہیں. اس کا اجمال یہ ہے کہ خدا نے ایک زاہد کو خبردار کیا کہ وہ شہر پر آگ کا عذاب نازل کرنے والا ہے، اور تمام شہر میں صرف ایک گھر محفوظ رہے گا، اور وہ ایک فاحشہ عورت کا ہے. زاہد نے اس فاحشہ کے گھر جا کر پناہ لی. بعد میں یہ راز کھلا کہ اس شہر میں ایک خارش زدہ کتا تھا. جسے ہر شخص دھتکار کر بھگا دیتا تھا صرف اس عورت نے اس کی خبر گیری کی تھی، تمام اہل شہر جل کر خاک ہو گئے اور زاہد بھی اپنے زہد کے باوجود صرف اس طرح بچ سکا کہ رات فاحشہ کے سایہ حفاظت میں گزاری.

یہ دونوں لطیفے واضح طور پر مثالیہ ہیں، اور ان کا پیغام یہ ہے کہ خدا کی کمین ترین مخلوق بھی ہمدردی اور رحم کی مستحق ہے. دوسرے لطیفے میں تاکید مزید اس پر ہے کہ اس ہمدردی کے بغیر عمر بھر کا زہد بے سود ہو سکتا ہے، اور یہ ہمدردی ہو تو عمر بھر کا عصیان بھی قابل معافی ہے. پہلے لطیفے میں یہ پیام بھی لپٹا ہوا ہے کہ بندے کو اپنے رزق کیلئے خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے. جو مریل کتے کے لئے بھی ہزاروں میل دُور سے کسی کو بھیج کر انتظام کر سکتا ہے.

اس نوع کے لطیفے تصوف کی اصولی کتب اور تذکرہ وملفوظ میں پائے جاتے ہیں، اور ان کا مقصد ظاہر ہے. یہاں یہ وضاحت بے محل نہ ہو گی کہ مذہبی کتب میں مثالیہ (PARABLE) پیریبل کی ہمیشہ بڑی اہمیت رہی ہے، اور اکثر الہامی کتب عہد نامہ ہائے جدید و عتیق میں اسے اخلاقی سبق اور مذہبی ہدایات کے ابلاغ کے لئے استعمال کیا گیا ہے. لیکن اس سیاق و سباق میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ صوفیانہ ادب میں بہت سے لطائف کو بطور واقعہ بیان کیا گیا ہے، چنانچہ ابدال رکن الدین سے ملاقات اور گفتگو کی جزیات اس کی شاہد ہیں کہ انہیں بطور امر واقعہ پیش کیا گیا.

ایک اور پرکھ

کسی لطیفے کی اہمیت اور اعتبار کو جانچنے کے لئے ایک اور پرکھ یہ ہے کہ آیا اس نوع کے لطیفے پہلے بھی آچکے ہیں. تلاش کیا جائے تو ایسے لطائف خاصی تعداد میں ملیں گے، جن سے ملتے جلتے لطیفے پیش رفتہ ماخذ میں موجود ہیں. اس کی سب سے دلچسپ اور نمایاں مثال حسب ذیل ہے.

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ شفیق بلخی نے جعفر بن محمد صادق سے فطوط کے بارے میں معلوم کیا. انہوں نے شفیق سے کہا پہلے تم بتاؤ. شفیق نے کہا اگر (دینے والا) دیتا ہے تو ہم شکر کرتے ہیں نہیں دیتا تو صبر کرتے ہیں. جعفر نے کہا کہ ہمارے یہاں مدینے کے کتے بھی یہی کرتے ہیں. شفیق نے دریافت کیا کہ اے ابن رسول پھر فطوط کیا ہے. انہوں نے فرمایا اگر دیتے ہیں تو ایثار کرتے ہیں نہیں دیتے تو صبر کرتے ہیں. پھر شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری حروی نے طبقات صوفیہ میں بیان کیا ہے کہ شفیق بن ابراہیم بلخی نے ایک وقت ابراہیم ادھم سے کہا کہ آپ معاش کس طرح کرتے ہیں. انہوں نے کہا جب مل جاتا ہے تو خدا کا شکر کرتے ہیں اور نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں. شفیق نے کہا خراسان کے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں. وغیرہ وغیرہ

ابو حامد غزالی کی احیاء العلوم جلد چہارم میں بھی ابراہیم ابن ادھم اور شفیق بلخی کی گفتگو قدرے مختلف پیرائے میں دی ہے. لیکن زیادہ اہم فرق یہ ہے کہ بلخ کے کتے والا فقرہ یہاں ابراہیم ادھم کہتے ہیں.

پھر عوارف المعارف میں ہے کہ اس قسم کا جواب ایک نوجوان صوفی نے بایزید بسطامی کو دے کر انہیں لاجواب کر دیا تھا. یہ ایک ہی لطیفے کی چار شکلیں ہیں. بنیادی بات ایک ہی ہے لیکن افراد بدلتے جاتے ہیں. احیاء العلوم اور طبقات الصوفیاء میں افراد ایک ہی ہیں لیکن ان کے رول برعکس ہیں. گفتگو کا لب لباب یہ ہے کہ مل جائے تو شکر کرنا اور نہ صبر کرنا تو معمولی درجے کی بات ہے. صوفی کو اس سے کچھ زیادہ کرنا چاہیئے. صوفیوں کے اوصاف میں یہ لطیفہ ایثار کے ماتحت جگہ پائے گا.

پروفیسر ریاض الاسلام کے تحریر کردہ مضمون "صوفیانہ ادب کیلئے ایک منہاج تحقیق کی ضرورت" سے یہ اقتباس لیا گیا ہے. اور یہ مضمون فکر و نظر جو علمی دینی مجلہ ہے کے جولائی ستمبر ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے.

فکر و نظر ادارہ تحقیقات اسلامی الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ اسلام آباد شائع کرتا ہے.

شخصیات

الطاف گوہر صاحب

الطاف گوہر پہلے حلقہ ارباب ذوق کے رکن تھے اور میراجی کو اپنا گرو مانتے تھے لیکن پھر صدر ایوب کے زمانے میں بیوروکریٹ بن گئے اور ۲۴ سال تک ملازمت کی. اب وہ ایک دانش ور مانے جاتے ہیں اور تیسری دنیا کے مسائل کو حل کرنے کے لئے تجاویز پیش کرتا انکا محبوب مشغلہ ہے. لندن میں قیام پذیر ہیں اور تھرڈ ورلڈ فاؤنڈیشن کے سربراہ اور ساؤتھ رسالے کے مدیر اعلیٰ ہیں. انتظار حسین صاحب نے ان سے گفتگو کی اور ان سے پوچھا کہ آپ تو ادب کے دلدادہ تھے. اب آپ کو کیسا لگتا ہے کہ ادب سے اتنا دور ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواب دیا میں اب بھی فکشن اور شعر و شاعری کا بہت مطالعہ کرتا ہوں مجھے ان کتابوں کے علاوہ کوئی کتاب اچھی نہیں لگتی. میں اپنے پرانے دوستوں اور پرانی کتابوں کے ساتھ بہت خوشی محسوس کرتا ہوں.

پھر ان سے پوچھا گیا آپ کے اندر جو لکھنے والا شخص موجود تھا آپ نے اس کی زیادہ پرواہ نہیں کی تو کہنے لگے کہ ۲۴ سال میں نے حکومت کی ملازمت کی ہے اور ان ۲۴ سالوں میں میں کچھ پرے ہٹا رہا لیکن میں ان ۲۴ سالوں سے پوری طرح لگاؤ نہیں رکھتا. البتہ جب میں نے ان ۲۴ سالوں کو الوداع کہا تو میں واپس الفاظ اور تحریر کی دنیا میں آ گیا. پھر ان سے سوال کیا گیا کہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ آپ الفاظ کی دنیا میں واپس آ گئے، لیکن ادب میں نہیں آئے. آپ صحافت میں آئے اور جیسا کہ آپ خوب جانتے ہیں صحافت اور ادب ایک دوسرے سے مختلف ہیں. الطاف گوہر نے جواب دیا درست ہے. جہاں تک صحافت کا تعلق ہے یہ فوری اُبھرنے والے احساسات جذبات یا واقعات سے تعلق رکھتی ہے. یہاں حقیقت نہیں بلکہ صرف قبول کیا جانا کافی سمجھا جاتا ہے. اور یہ بات بھی ہے کہ اس میں سوچنے کے وہ مواقع نہیں ملتے جو ادب میں ملتے ہیں اس میں تو بات فوری طور پر کہنے کی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ ادب میں ہو سکتا ہے کوئی ایک بات کہنے کے لئے یا ایک شعر پورا کرنے کے لئے آپ خاصا وقت لیں.

پھر ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوا کہ آپ ایک نہایت فراخ دل اور لبرل لکھاری ہونے کے باوجود مودودی صاحب کی طرف جھک گئے حالانکہ وہ بنیاد پرست مانے جاتے ہیں. کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ میراجی سے مودودی تک کتنا بڑا فاصلہ ہے وہ کہنے لگے کہ ہوا یوں کہ میں جیل میں تھا اور جیل میں بھی تنہائی کی قید تھی. میرے پاس اسوقت صرف پکتھال کا قرآن مجید کا ترجمہ تھا جسے میں نے پڑھا اور بار بار پڑھا اور یوں پڑھنے سے مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک لگاؤ پیدا ہو گیا. پھر میں جیل میں ٹرانسفر کر دیا گیا تو ایک دوست نے تفہیم القرآن مجھے دی. میں نے کتاب کو پڑھا اور طرز تحریر کو پسند کیا. در اصل میں نے مولانا کی اردو پسند کی تھی نہ کہ ان کی بنیاد پرستی. الطاف گوہر مزید کہنے لگے کہ میں نے ان دنوں ایک غلطی کی. اور غلطی یہ تھی کہ اسلام کو تاریخ کے دھارے سے الگ کر کے اس پر سوچا.

انہوں نے مزید کہا کہ میں اسوقت سوالات کے دور میں سے گزر رہا ہوں اور ایک سوال جو ابھر کر سامنے آ رہا ہے یہ ہے کہ گزشتہ ۵۰۰ سالوں میں مسلمانوں نے دنیا میں ہونے والی تبدیلیوں سے مطابقت کیوں پیدا نہیں کی. ان کے اس رویے کے نتیجے میں وہ دنیا بھر سے الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں

انتظار حسین صاحب نے ان سے پوچھا کہ اسوقت جو اسلامی بنیاد پرستی سامنے آ رہی ہے اس کے متعلق آپ کیا کہیں گے. الطاف گوہر صاحب مسکرائے اور انہوں نے کہا کہ اسلامی بنیاد پرستی تیل کی قیمتوں میں اضافے کا ایک عنصر ہے مزید انہوں نے کہا کہ بنیاد پرست تو بڑی سختی سے یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں سود لینا یا دینا حرام ہے لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ بنیاد پرست ملکوں نے جتنا سود لیا ہے اسے دیکھ کر ایک یہودی کو بھی رشک آنے لگتا ہو گا. جب دوبارہ ان سے ادب کے متعلق پوچھا گیا کہ ساری دنیا کے ادب کو سامنے رکھتے ہوئے آپ یہ بتائیں کہ ہمارا ادب کس معیار کا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ بالکل حاشیے پر کھڑا ہے. اس وقت لاطینی امریکہ میں جو ادب لکھا

باقی صفحہ ۶ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹریفک کے مسائل

ایس پی ٹریفک لاہور فلک خورشید صاحب کی باتیں

ٹریفک کے مسائل میں پورے ملک میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے جہاں حادثات زیادہ ہو رہے ہیں وہاں شہروں میں عوام کو خاص طور پر عورتوں کو بہت دقت کا سامنا ہے۔ ٹریفک کے حوالے سے عوام کے کچھ حقوق ہیں اور کچھ فرائض اس سلسلہ میں ایس پی ٹریفک لاہور مکرم فلک خورشید صاحب کی بعض قیمتی ہدایات عوام کے فائدہ کے لئے تحریر ہیں۔ جو روزنامہ "جنگ" کے شمارہ ۸ جنوری ۱۹۹۰ء سے ماخوذ ہیں۔ یہ باتیں انہوں نے ساجدہ بخاری صاحبہ اور طیبہ ہاشمی صاحبہ پر مشتمل ایک پینل کے سامنے بیان کیں اکثر شہروں کی ٹریفک کے مسائل ملتے جلتے ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ کالم تمام قارئین کے لئے یکساں مفید ہوگا۔

(میم ۔ الف)

خواتین کو بسوں اور ویگنوں میں سفر کرنے میں بہت مشکلات کا سامنا ہے مرد حضرات خواتین کے لئے مخصوص حصے میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اور گیٹ پر بھی قبضہ جمائے رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایس پی صاحب نے بتایا کہ پولیس ہونے کے ناطے ایسے مرد حضرات کو "اخلاقاً" منع تو کیا جا سکتا ہے تاہم پولیس کو کسی قسم کا کوئی قانونی اختیار حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب اس معاشرے کا حصہ ہیں اور مذکورہ بالا مردوں کو جو عورتوں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے جاننا چاہیئے کہ ان کے گھروں میں بھی خواتین ہیں۔ جس طرح وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں کہ ان کی خواتین آرام دہ سفر کریں اسی طرح انہیں بھی چاہیئے کہ وہ دوسری خواتین کے آرام کا خیال رکھیں اور یہ ان کا اخلاقی فرض ہے۔

حادثات میں دن بدن اضافہ کے رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اس کے مختلف اسباب ہیں جن میں سڑکوں کا خراب ہونا ڈرائیوروں کی لاپرواہی، گاڑی کی خراب حالت وغیرہ ان امور کی بہتری کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ شہریوں کو عمومی شکایت ہے کہ جب حادثہ ہوتا ہے تو سب سے ضروری بات زخمی کی زندگی بچانا ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس پولیس وقت پر جائے حادثہ پر نہیں پہنچتی اور نہ ہی ڈاکٹر اس کی فوری اور ضروری نگہداشت کے لئے تیار ہوتا ہے نیز ڈرائیور موقع سے فرار ہو جاتے ہیں۔

اس سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ پولیس ہر جگہ تو موجود نہیں ہوتی۔ حادثے کی اطلاع ملنے پر پولیس جائے حادثہ پر پہنچتی ہے۔ پولیس کے پاس ایمبولنس کا انتظام نہیں ہوتا اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ پولیس کو ایمبولنس بھی مہیا کرے تاکہ زخمی کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا جا سکے۔ جہاں تک ڈرائیور کے فرار ہونے کا سوال ہے تو جائے حادثہ پر پہلے جمع ہونے والے شہریوں کا بھی فرض بنتا ہے کہ ڈرائیور کو بھاگنے کا موقع نہ دیں لوگوں کی یہ غلط فہمی ہے کہ ہر کام پولیس کی ذمہ داری ہے۔ پولیس کے پاس اتنا عملہ نہیں ہے کہ وہ ہر جگہ موجود رہ سکے۔ لوگ بے تحاشہ گاڑیاں لا کر بازاروں میں کھڑی کر دیتے ہیں جس سے سڑکیں تنگ پڑ جاتی ہیں اور ساری ٹریفک متاثر ہوتی ہے اس بدانتظامی کی وجہ بتاتے ہوئے فلک خورشید صاحب نے کہا کہ دراصل مارکیٹیں اور پلازے تعمیر کرتے وقت پارکنگ کی مناسب گنجائش نہیں رکھی جاتی نیز گاڑیوں کو بھرے بازاروں کے اندر تک لیجانے سے روکنے کے لئے بنائے گئے قانون کو خود بازار والے چلنے نہیں دیتے کہ گاڑیاں نہیں آئیں گی تو مال کیسے بکے گا۔ ٹریفک پولیس کے پاس نہایت ناکافی عملہ ہے پورے لاہور کے لئے صرف چار سو آدمی ہیں اور ایک شفٹ میں صرف دو سو آدمی پورے لاہور کی ٹریفک کی ہر قسم کی مشکل کا حل کس طرح نکال سکتے ہیں۔ اصل میں لوگوں کو خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیئے لیکن حقیقت میں لوگ ٹریفک پولیس کی موجودگی میں اشارہ کاٹ کر نکل جاتے ہیں۔

ٹریفک پولیس والوں کے خلاف رشوت لینے کے بارے میں انہوں نے تبصرہ کیا کہ جب تک رشوت دینے والے موجود ہیں لینے والے لیتے رہیں گے۔ اگر ہر شخص خود درست ہو کاغذات پورے کر کے گھر سے نکلے اور قوانین کی پابندی کرے تو رشوت دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔

بعض دفعہ ٹریفک پولیس پیسے بٹورنے کے لئے راستے میں روک لیتی ہے کہ آپ رات کے وقت کہاں سے آ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ یہ خاتون کون ہے وغیرہ۔ اس طرح کی صورتحال سے نپٹنے کے لئے انہوں نے کہا، کہ اس کی شکایت اعلیٰ افسران تک پہنچانی چاہیئے۔ کیونکہ ٹریفک پولیس کا عملہ کسی گاڑی کو اس وقت تک نہیں روک سکتا جب تک وہ کسی قانون کی خلاف ورزی کی مرتکب نہ ہو نہ ہی ٹریفک پولیس آپ سے استفسار کر سکتی ہے کہ آپ کے ساتھ کون ہے وغیرہ۔

ایس پی صاحب نے اپنی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ غلط پارکنگ کی صورت میں ایسی گاڑی لفٹر کے ساتھ اٹھا کر ہٹانا پڑتی ہے جو پولیس کے پاس نہیں ہیں۔ دو لفٹر لاہور کارپوریشن کے پاس ہیں جو عاریتاً استعمال کئے جاتے ہیں جس پر بہت وقت صرف ہوتا ہے اور بہت وقت ہوتی ہے۔ اس لئے حکومت سے ۲ لفٹر کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ ایک لفٹر تین لاکھ روپے کا آتا ہے اور ٹریفک پولیس کے پاس اتنا بجٹ نہیں کہ خود خرید سکیں۔

بسوں اور ویگنوں میں فحش قسم کے گانے لگائے جاتے ہیں اس طرح خواتین کی موجودگی میں یہ افسوسناک اخلاقی جرم کیا جاتا ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے ٹریفک پولیس کا یہ طریق ہے کہ چیک کرنے پر اگر ٹیپ ریکارڈ ملتا ہے تو اس کو ضبط کر لیا جاتا ہے اور چالان کر کے جرمانہ کیا جاتا ہے جس کی شرح ۱۹۶۵ء سے چلی آ رہی ہے اور اس میں اضافہ نہیں ہوا۔ ویگنوں والے یہ معمولی جرمانہ ادا کر دیتے ہیں اور باربار کے چالان کے باوجود باز نہیں آتے۔ جو اخلاق سوز رویہ ہے مالکان کو چاہیئے کہ وہ اپنی گاڑیوں میں گانے بجانے سے پرہیز کریں۔

ایس پی صاحب نے بتایا ہے کہ لاہور کی سڑکوں پر گنجائش سے پانچ لاکھ گاڑیاں زیادہ ہیں اور سڑکیں ناکافی کشادہ ہیں اور موجودہ سڑکوں کی پلاننگ بھی ٹھیک نہیں ہے اس سلسلہ میں ٹریفک پولیس لاہور کارپوریشن سے بہتر اقدامات کے لئے گفت و شنید کر رہی ہے۔ نیز اگر حکومت گنجائش نکالے تو مزید عملہ بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ٹریفک مسائل کی ذمہ داری صرف پولیس پر ہی عائد نہیں ہوتی بلکہ ہر شخص اس کا ذمہ دار ہے۔ شہریوں سے اپیل ہے کہ وہ خود بھی ٹریفک کے قوانین کی سختی سے پابندی کریں۔

بقیہ: شخصیات

جا رہا ہے وہ سارے ایشیا کے ادب سے بہتر ہے۔ ایشیا کی مشکل یہ ہے کہ لوگ گروہی تعصبات سے متعلق ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اردو لکھنے والوں کا یہ خیال ہے کہ اگر ان کے تراجم دیگر زبانوں میں ہوں تو انہیں بھی کوئی عزت کا مقام مل جائے گا لیکن حقیقت میں صرف ایک شخص کا ترجمہ ہوا ہے اور وہ ہے فیض احمد فیض۔ ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ مختلف زبانوں میں ہماری تحریروں کے ترجمے ہو جانے کے باوجود ہمیں کوئی وقعت کیوں نہیں دی جاتی۔ انہوں نے یہ بھی کہا مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اردو کی اتنی مخالفت کیوں ہو رہی ہے۔ میں تو اردو سے بھی تعلق رکھتا ہوں اور مادری زبان سے بھی۔ ایسا لگتا ہے کہ نہ صرف اردو کی بلکہ ہر چیز جس کا پاکستان سے تعلق ہے اس کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے اکبر بگٹی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ جب وہ انگلستان میں تھے تو ایک پاکستانی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم میرے ساتھ اردو میں بات کرتے ہو۔

الطاف گوہر انگلستان میں اردو مرکز کے سربراہ ہیں جب ان سے پوچھا گیا کہ ان کا اردو مرکز کیسا چل رہا ہے اور کیا وہ اس کو وسعت دینے کا ارادہ رکھتے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ میں اسے وسعت دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ ہندوستان اور پاکستان میں تو جو چیز بھی ہوا سے تنازعہ میں گھسیٹ لیا جاتا ہے میں اردو مرکز کو اس صورت حال سے دوچار نہیں کرنا چاہتا۔ میں کتابیں شائع کرنا چاہتا ہوں اور یہ کام میں نے شروع بھی کر دیا ہے۔ میراجی کی نظموں کا مجموعہ تو آپ نے دیکھا ہی ہوگا۔ اردو مرکز کی طرف سے یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔

یہ گفتگو جو انتظار حسین اور الطاف گوہر کے درمیان ہوئی، فرنٹیئر پوسٹ لاہور کے شمارے ۱۶ جنوری ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری
مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۷۳۲۲ :- میں مریم زوجہ محسن صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۷۰ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/11/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) طلائی زیورات ۸۰ گرام مالیتی 600،000/- روپے (۲) حق مہر 3،600،000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 60،000/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ مسز مریم زوجہ محسن صاحب انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ - محسن ابن KARTADARAM انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۲ - EPI SUHERTI ابن محسن انڈونیشیا

مسل نمبر ۲۷۳۲۴ SOHEMAH و زوجہ سیف الدین پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت ۱۹۷۸ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/11/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - حق مہر 500،000 روپے اس وقت مجھے مبلغ 10،000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ SOHEMAH زوجہ سیف الدین انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ - سیف الدین خاوند موصیہ گواہ شد نمبر۲ - عمر دین ولد ATMAH انڈونیشیا -

مسل نمبر ۲۷۳۲۵ :- MRS ENCIH W/O ODIH پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28/12/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے -(۱) دھان کا کھیت برقبہ ۳۰۰۰ مربع میٹر مالیتی 15،000،000/- روپے (۲) دھان کا کھیت برقبہ ۲۰۰۰ مربع میٹر مالیتی 9،000،000/- روپے - (۳) حق مہر 50،000/- روپے میزان 24،050،000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 24،000/- روپے ماہوار از طرف پسران مل رہے ہیں اور مبلغ 200،000/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ MRS. ENCIH W/O ODIH انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ - ظفر اللہ ولد حسن صاحب انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۲ ذوالقرنین ولد حسن صاحب انڈونیشیا -

ادارہ الفضل احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ جماعت کے تمام دوستوں کے لئے دعا کریں۔

اخبار احمدیہ

سانحہ ارتحال

○ چوہدری ناصر احمد صاحب ابن ڈاکٹر غلام محمد صاحب ۲۶ جنوری بروز جمعہ امریکہ میں وفات پا گئے - وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۴ سال تھی - آپ ۱۹۸۷ء سے بعارضہ قلب بیمار تھے - آپ ایک لمبا عرصہ کراچی "پی آئی اے" سے وابستہ رہے ریٹائرمنٹ کے بعد روچسٹر ۸۶ میں اپنے بیٹوں ڈاکٹر نصیر احمد صاحب اور مظفر احمد صاحب کے پاس مقیم تھے - آپ کا جنازہ بتاریخ یکم فروری ۹۰ء ربوہ لایا گیا اور اسی روز بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی - بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

○ مکرم محمد ادریس صاحب گھمن چک نمبر ۸۶ گورالا ضلع فیصل آباد ۲۷ جنوری بروز ہفتہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے - پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چھ نوعمر بچے بھی شامل ہیں۔

○ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبدالحق صاحب مجاہد امرتسری آف گنج مغلپورہ لاہور مورخہ ۲۰ جنوری بروز ہفتہ بوقت صبح ۱۰ بجے بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مغلپورہ لاہور میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی - اس کے بعد جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اگلے روز احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی - بعد میں آپ کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

احباب انکی بلندئ درجات کیلئے دعا کریں۔

اعلان دارالقضاء

"مکرم عبدالمجید صاحب ولد فضل الدین صاحب آف لاہور کی درخواست پر قطعہ ۱۶/۱۷ رقبہ ایک کنال میں سے محترمہ مہراں بی بی صاحبہ زوجہ مکرم فضل الدین صاحب کا نصف حصہ ان کے مندرجہ ذیل پانچوں پسران کے نام منتقل کیا جانا مقصود ہے :-

۱- مکرم محمد اسماعیل صاحب
۲- مکرم محمد ابراہیم صاحب
۳- مکرم محمد اسحاق صاحب
۴- مکرم عبدالمجید صاحب
۵- مکرم محمد یعقوب صاحب

اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دے۔"

○ ورثاء چوہدری شیر محمد صاحب محلہ دارالنصر غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ قطعہ ۱۳/۱۰ رقبہ دس مرلہ اور قطعہ ۸/۱ رقبہ ایک کنال محلہ دارالنصر ربوہ میں سے دس مرلہ جو چوہدری صاحب کے نام منتقل شدہ ہیں، علی الترتیب اُن کے پسران منور احمد صاحب، منظور احمد صاحب کے نام انتقال کیا جائے - کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو قضاء کو تیس یوم کے اندر اطلاع دے۔"

"مکرم ڈاکٹر حافظ عبدالجلیل خان صاحب کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ موصوف کا قطعہ ۲۳/۲۱ رقبہ ایک کنال واقع محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ ان کے مندرجہ ذیل ورثاء کے نام منتقل کیا جائے۔

۱- عبدالکریم خان صاحب پسر
۲- آمنہ بیگم صاحبہ دختر
۳- صادقہ بیگم صاحبہ "
۴- خورشید ادراک صاحبہ "
۵- مبارکہ بیگم صاحبہ "
۶- نفیسہ رشید صاحبہ "

اگر اس انتقال پر کسی وارث یا غیر وارث کو اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دے۔"

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

شکریہ احباب

توسیع اشاعت الفضل کے سلسلہ میں کراچی میں گذشتہ ماہ درج ذیل احباب نے نمائندہ الفضل کے ساتھ خصوصی تعاون فرمایا تھا - قارئین الفضل کی خدمت میں ان سب احباب کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

۱- مکرم حیدر الدین صاحب ٹیپو۔
۲- مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب۔
۳- مکرم چوہدری محمد علی صاحب۔
۴- مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری۔
۵- مکرم عبدالعزیز صاحب ملک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکاح میں تقویٰ کو ترجیح دیں

حضرت امام جماعت (الاوّل)

"نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے۔ تو کیا کیا امور مدّنظر رکھتا ہے۔ اور گاہے عورت بیاہی جاتی ہے۔ کہ وہ مالدار ہے۔ اور گاہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے اور بعض اوقات مقابلہ مدّنظر ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علیک بذات الدین تربت یداک تاکہ تقویٰ بڑھے۔ ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اسلئے کہ تقویٰ بڑھے۔ جب تقویٰ مدّنظر نہ ہو۔ تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا"

(خطبات نور صفحہ ۶۹)

(مرسلہ از شعبہ رشتہ ناطہ۔ ربوہ)

معلوماتی فارم وقفِ نو

جن احباب کو اللہ تعالیٰ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیش فرمودہ مبارک تحریک "وقف نو" کے تحت اپنے بچے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وکالت دیوان ربوہ کو مندرجہ ذیل معلومات سے آگاہ فرمائیں۔

(۱) اس بچے کا کیا حال ہے جو آپ نے خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ آپ کے گھر میں خدا کا مہمان ہے؟

(۲) بچے کی پرورش کس طرح کر رہے ہیں؟

(۳) بچے کی صحت کیسی ہے؟

(۴) کیا حفاظتی ٹیکے لگوا لئے ہیں؟

(۵) بچے کا ذہنی رجحان کس طرف ہے؟

(۶) بچے کا وزن اس وقت کتنا ہے؟

(۷) کیا اردو اور عربی کی بنیادی تعلیم کی طرف ابھی سے توجہ دینی شروع کر دی ہے؟

(۸) کیا ابھی سے امام جماعت کی محبت اس کے دل میں ڈالنی شروع کر دی ہے؟

(۹) کیا قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کر لیا ہے؟

نام واقف نو ــــــــ نام والد ــــــــ

نام والدہ ــــــــ نام دادا ــــــــ

مکمل پتہ ــــــــ

دستخط والد ــــــــ یا

دستخط والدہ

براہ کرم یہ فارم پُر کر کے اس پتہ پر بھیجیں

وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ۔ پاکستان

ضرورت ہے

ایک چوکیدار ہمہ وقت (چوبیس گھنٹے کیلئے) کی فوری ضرورت ہے معقول معاوضہ دیا جائے گا

رابطہ: احمد برادرز۔ پی۔ آئی۔ اے۔ گولبازار ربوہ

بوٹی والی گولیاں رجسٹرڈ

۳ پیکٹ مکمل کورس ۳۰/-

علامات مفصّل لکھیں

فہرست ادویات مفت طلب فرمائیں

قاضی دواخانہ چک چٹھہ رجسٹرڈ

حافظ آباد ــــ گوجرانوالہ

خبریں

ملکی خبریں

○ بھارت نے مسئلہ کشمیر پر دوطرفہ مذاکرات کی تجویز پیش کر دی ہے۔ پاکستان میں بھارتی ہائی کمشنر نے یہ پیشکش کرتے ہوئے اس خبر کی تردید کی کہ کشمیر میں بھارتی فوجیں جمع کی جا رہی ہیں۔ سیالکوٹ کی سرحد پر فائرنگ کے حالیہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر ڈکشٹ نے کہا کہ بھارتی سرحد کے اندر پاکستانیوں کا ایک گروہ داخل ہو گیا۔ جس نے گنے کے ایک کھیت کو آگ لگا دی اور بھارتی جھنڈے کو بھی جلا دیا۔ جس پر بھارتی سرحدی فورس نے مشتعل ہو کر گولی چلا دی۔

○ سیالکوٹ کے نواحی گاؤں سچیت گڑھ میں بھارتی فائرنگ سے ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد تین ہو گئی۔ نو افراد کے لاپتہ ہونے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ کئی مزید زخمیوں کی حالت نازک ہے۔

○ کراچی میں ایم کیو ایم کے مظاہرین اور پولیس کے درمیان فائرنگ کے تبادلہ سے ایم کیو ایم کے سندھ اسمبلی کے ایک رکن اور تین کانسٹیبلوں سمیت چھ افراد زخمی ہو گئے مظاہرین نے دو بسیں نذر آتش کر دیں۔ صورت حال پر قابو پانے کے لئے فوج بلا لی گئی۔

○ پاکستان ائر فورس کا ایف چھ طیارہ آج چک ۹۷ شمالی سرگودھا کے قریب گر کر تباہ ہو گیا۔ پائلٹ جان بچانے میں کامیاب رہا۔

○ چینی ساخت کے ایف ۷ بی قسم کے طیاروں کے تین سکواڈرن پاکستان کے حوالے کر دیئے گئے۔ چین ایسے ۱۰۰ طیارے دے گا۔

○ مغربی ملکوں کی انٹیلی جنس سروسز نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان کے پاس ہیروشیما پر گرائے جانے والی قسم کے چھ ایٹم بم موجود ہیں۔ پاکستان نے ایسا پہلا ایٹم بم ڈیڑھ سال قبل آزمایا تھا۔ امریکی جریدے یو ایس نیوز ورلڈ رپورٹ نے بتایا ہے کہ اب راولپنڈی کے نزدیک گولڑہ کے مقام پر ایک اور ایٹمی سٹیشن تعمیر کیا جا رہا ہے۔

○ پاکستان نے آسٹریلیا کے خلاف آخری ٹیسٹ میں پہلی اننگز میں ۱۹۹ رنز بنائے۔ عمران خان نے ۸۲ رنز بنائے اور آؤٹ نہیں ہوئے

غیر ملکی خبریں

○ مشرقی بیروت میں لڑائی مسلسل جاری ہے۔ گذشتہ ایک ہفتے میں ۲۰۰ افراد ہلاک اور ایک ہزار سے زائد زخمی ہو چکے ہیں۔ بیروت کا مشرقی علاقہ آگ اور دھوئیں کے بادلوں سے گھرا رہا اور اس کے ہسپتالوں سے زخمیوں کی چیخ و پکار اور ان کے متعلقین کی آہ و فغاں بلند ہوتی رہی۔ گولہ بارود اور دھماکوں کی آوازان گرجا گھروں کی گھنٹیوں پر غالب رہی جو مرنے والوں کے سوگ میں لگاتار بجائی جا رہی ہیں۔

○ سوویت یونین میں کمیونسٹ پارٹی کی سنٹرل کمیٹی کے اجلاس میں مزید ایک دن کی توسیع کر دی گئی ہے۔ مختلف مندوبین نے صدر گورباچوف کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور انہیں کھری کھری سنائیں۔ ایک مندوب نے ان کے پروگرام پیروسٹرائیکا کو علاقے میں بے چینی کا ذمہ دار قرار دیا جبکہ ایک اور مندوب نے ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔

○ ملک میں کمیونسٹ پارٹی کی مکمل اجارہ داری ختم کرنے اور کثیر الجماعتی نظام کی ترویج کے لئے رائے شماری ہو گی۔

○ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر دو روزہ دورے پر چیکوسلواکیہ کے شہر پراگ پہنچے اور صدر ہیول سے ملاقات کی جس میں چیکوسلواکیہ کے لئے امریکی امداد کے لئے تجاویز پر غور کیا گیا۔ چیکوسلواکیہ کا دورہ کرنے والے وہ پہلے امریکی اعلیٰ عہدیدار ہیں۔